الحاج محمد حسن چغتائی مدظلہ

ماضی کے جھروکے سے

وزیر اعظم پنجاب سر سکندر حیات سڑک کے کنارے کھڑا منتظر تھا
مگر چودھری افضل حق نے ملاقات سے انکار کر دیا

غالباً یہ اس دور کی بات ہے جب حضرت **مولانا مفتی محمود** صاحب مرحوم بر سر اقتدار تھے۔ یا اقتدار کے لئے کوشاں تھے حضرت مولانا عبدالحمید رضوانی (پروفیسر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور جو جامعہ عباسیہ بہاولپور جیسی یگانہ روزگار درسگاہ کے فارغ التحصیل عالم دین اور پھر جامعہ ہی کے قابل فخر استاد رہے تھے قومی تحریکات میں ان کا اہم کردار تھا مجلس حزب اللہ مرکزیہ کی صدارت کے عہدہ پر بھی فائز رہے۔ اور ۱۹۳۶ء میں احرار کانفرنس منعقدہ کھروڑ پکا کی صدارت کے فرائض انجام دیئے) وہ کسی شخص کے ہمراہ دارالعلوم مدنیہ بہاولپور ہی میں تشریف لائے۔ وہاں اتفاق سے مولوی سید محمد علی شاہ مرحوم عثمان پوری بھی موجود تھے جو اس وقت کسی روزنامہ اخبار کا مطالعہ کر رہے تھے وہ ان دنوں جمعیت العلماء اسلام کے نظام سے بھی کچھ تعلق رکھتے تھے۔ کسی بیان کو بڑھ کر ان الفاظ میں خوشی کا اظہار فرمایا "مفتی محمود صاحب کے کیا کہنے میں نے تو آج تک ایسا کوئی جگر دار بہادر عالم نہ کہیں سنا نہ دیکھا" اس مبالغہ پر مولانا رضوانی نے فرمایا واہ شاہ صاحب واہ! کیا آپ امیر شریعت اور ان کے یگانہ روزگار جانباز ساتھی بھول گئے جنہوں نے ہمیں درس حریت دیا اور باغیرت زندگی بسر کرنے کا سلیقہ سکھایا۔ آج جو کچھ ہے انہیں کے دم قدم سے ہے۔ خدارا! مبالغہ اور حقیقت میں فرق ملحوظ رکھا کریں مفتی صاحب کو جو مقام و مرتبہ ملا ہے انہی بزرگوں سے نسبت کا صدقہ ہے۔ اب تو سیاست دان صبح سے شام تک کئی بولیاں بولتے ہیں تب ایسا نہ تھا۔ آپ کو یاد نہیں تو میں آپ کو اپنا ایک مشاہدہ بتاتا ہوں

"میں ذمہ دارانہ نظام حکومت کی تحریک کے زمانہ میں بہاولپور سے لاہور چلا گیا تھا اور وہاں تحریک کے لئے کام کرتا رہا وہاں مجلس احرار اسلام ہند کے مرکزی دفتر میں مقیم رہا۔ مفکر احرار چودھری افضل حق مولانا مظہر علی اظہر، ماسٹر تاج الدین، مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی اور دیگر قائدین سے تحریک کے بارے میں صلاح مشورے ہوتے رہتے تھے اور ساتھ ہی ان کی صحبت سے استفادہ کے مواقع میسر آتے رہے۔

ایک دن کی بات ہے کہ چودھری صاحب اپنے کچھ مرکزی اور علاقائی ساتھیوں کے ہمراہ دفتر میں موجود تھے۔ مہمانوں کی آمد آمد تھی لیکن مجلس احرار کا خزانہ عامرہ خالی تھا۔ مہمان ناشتہ کا انتظار کر رہے تھے۔ چودھری صاحب نے دفتر کے خادم کو ہدایت کی کہ وہ نیچے جا کر مہمانوں کے لئے "احرار بسکٹ" لے آئے۔ تھوڑی دیر میں خادم دفتر میں ایک بڑی طشت میں بھنے ہوئے چنے لے کر آگیا اور دستر خوان بچھا کر اس پر چنے ڈال دیئے مہمانوں نے بسم اللہ کر کے کھانا شروع کیا۔ ابھی چند ہی لمحے گزرے تھے کہ ایک دراز قد خوش پوش نوجوان نے دفتر میں داخل

ہو کر سلام کہا اور بولا کہ میں چودھری صاحب کے نام ایک پیغام لایا ہوں۔ چودھری صاحب فوراً اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ بھائی کیا پیغام ہے؟ جس پر وہ مودبانہ انداز سے گویا ہوا "جناب عالی دفتر کے سامنے سڑک کے ایک طرف سر سکندر حیات (وزیر اعظم متحدہ پنجاب) اپنی کار میں موجود ہیں۔ اور آپ سے ملاقات کے لئے چند منٹ کا وقت طلب کرتے ہیں۔ چودھری صاحب نے اپنی مٹھی میں چنے لیتے ہوئے اس کو مخاطب کر کے فرمایا "میرے بھائی ان کو کہہ دیں کہ افضل حق کے پاس آپ سے ملاقات کے لئے کوئی وقت نہیں ہے اور ساتھ ہی آپ کو بھی معلوم رہے کہ دوبارہ اس دفتر میں کوئی پیغام لے کر آنے کی ہر گز جرأت نہ کریں۔"

وہ نوجوان سلام کر کے واپس چلا گیا اور چودھری صاحب کی ہدایت کے مطابق پھر دوبارہ واپس نہ آیا مولانا رضوانی کی اس وضاحتی تنبیہ پر سید محمد علی شاہ صاحب مرحوم کی حالت دیکھنے والی تھی ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ اپنی چوکڑی بھول گئے ہوں یاد رہے کہ مولوی سید محمد علی شاہ صاحب موصوف کی ان کی اپنی علاقائی کامیابی محض حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کے مسلسل دوروں کی مرہون منت تھی۔

سالانہ تنخواہ ایک لاکھ بیس ہزار، ۲۰ لاکھ کی مرسیڈیز، ۸۰ لاکھ کی کوٹھی —— انسداد رشوت ستانی کے لئے قائم ایک محکمے کے سربراہ کا بیٹا امریکہ سے پڑھ کر آیا ہے۔ اسی محکمے کے ایک چپڑاسی نے گلبرگ میں ۲۰ لاکھ کا پلاٹ خریدا ——

● —— زمیندار نے دو ہزار کے بدلے دو عورتوں کو اغوا کر کے بیگار پر لگا دیا، بھائی رہا کرانے آیا تو قتل ہو گیا —— ● تھانیدار نے نوجوان کو حراست میں رکھ کر ایک لاکھ تاوان مانگ لیا —— ● "پولیس ٹیکس" ادا نہ کرنے سے انکار پر کانسٹیبل نے ٹرک ڈرائیور کو قتل کر دیا

● —— میں تلاوت کر رہی تھی کہ ۳۵ مسلح افراد نے زبردستی اغوا کر لیا۔ قریبی کھیتوں میں لے جا کر عصمت لوٹتے رہے۔ (بدنصیب اللہ وسائی کا بیان)

یہ تیرا پاکستان ہے، یہ میرا پاکستان ہے۔!

مسلمانو!

قادیانیوں کی معروف کمپنی "شیزان" کی تمام مصنوعات کا بائیکاٹ کیجئے!